الصلاۃ الکاملۃ

کامل سنت کے مطابق نماز

جھوٹے دعوؤں اور نو مولود فتنوں سے بچ کر سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق نماز سیکھنے کے لیے نایاب ریسرچ۔

(Point to be Noted) فرقہ پرستی اور شخصیت پرستی سے نکل کر صحیح ترین احادیث کی روشنی میں پڑھیں نماز کا کامل طریقہ۔

ایک بھی حدیث ضعیف نہیں!!! انٹرنیشنل نمبرنگ کے مطابق صحیح احادیث بالخصوص صحاح ستہ سے ماخوذ مع تحکیم و تخریج احادیث

تکبیر تحریمہ

محمد بن عمرو بن عطاء حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو قبلہ کی طرف رخ کرتے پھر دونوں ہاتھ اٹھاتے اور کہتے "اللہ اکبر" (ابن ماجہ:803)

ہاتھ کہاں تک اٹھائیں

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کے کو دیکھا جب آپ ﷺ نے نماز شروع فرمائی تو اپنے ہاتھ اٹھائے حتی کہ قریب تھا آپ ﷺ کے انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر ہو جائے۔ (نسائی:883)(مسلم:865)

نوٹ: اس حدیث کو ضعیف کہنے والے بھی اسے شواہد و متابعات کی تقویت کی بنا پر صحیح ماننے پر مجبور ہیں۔

(نسائی Simulation 883 : اسلام App 360) بعض روایات میں کندھوں تک اٹھانے کا ذکر ہے۔ (بخاری:735)

نوٹ: ان دونوں احادیث پر اس طرح عمل کریں کہ انگوٹھے کانوں کی نچلی سطح تک اٹھائیں اور ہاتھ کی کلائی سے بالکل ساتھ والی جگہ (گٹ کے ساتھ والی) کندھوں کے برابر رکھیں اس طرح دونوں روایات پر عمل ہو گا۔ (ہاتھ کا کچھ حصہ کندھے کے برابر اور کچھ کانوں کے برابر ہو گا)

ہاتھ باندھنے کا طریقہ

پھر حضور ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر اس طرح رکھا کہ وہ گٹ (رسغ/پہنچا) اور کلائی (الساعد) پر بھی آگیا

(ابوداؤد:727)(بخاری:740، نسائی:890)

نوٹ: کہنی سے ہاتھ تک کا حصہ " ساعد/کلائی " اور درمیانی انگلی کے سرے سے گٹ یعنی جوڑ تک کا حصہ (الید/ہاتھ/ہتھیلی) اور ان دونوں کے آپس میں ملنے والی جگہ کو " (رُسُغ/جوڑ/گٹ/پہنچا) " کہا جاتا ہے۔

الساعد (Forearm)، الرسغ (Wrist) الید (Hand) یہ تین الفاظ حدیث میں ہیں۔

نوٹ: آپ دائیں ہاتھ (hand) کو بائیں ہاتھ پشت کی پر رکھیں (1 جگہ پر آگیا جو حدیث میں ہے (ہاتھ) پھر انگوٹے اور چھوٹی انگلی سے گٹ (Wrist) جوڑ کو پکڑ لیں (دوسری(2nd) جگہ جو حدیث میں ہے (جوڑ/الرسغ) پر ہی آگیا اب آخر میں جو انگلیاں دائیں ہاتھ کی بچی ہیں ان کو کلائی (forearm) پر رکھیں (اس طرح تیسری بیان کردہ جگہ پر ہی آگیا اور حدیث پر مکمل عمل ہو گیا۔

نوٹ: لہذا پتا چلا کہ بازو پر بازو رکھ کر کہنی پر ہاتھ رکھنا درست نہیں وہ ان صحیح احادیث کے خلاف ہے اور اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

(اس کو سمجھ لیں اچھی طرح پھر آگے پڑھیں)

کس جگہ ہاتھ باندھیں

حضرت ھُلب طائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہماری امامت فرماتے تو اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑتے۔ (امام بخاری کے شاگرد) امام ترمذی فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور تابعین رحمھم اللہ اور ان کے بعد کے اہل علم کا عمل اسی حدیث پر ہے کہ آدمی داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے اور بعض کی رائے ہے کہ ناف کے اوپر ہاتھ رکھیں اور بعض کہتے ہیں کہ ناف کے نیچے رکھے جبکہ بعض کے نزدیک (ناف کے اوپر اور ناف کے نیچے) دونوں طرح گنجائش ہے۔ امام ترمذی نے اسے حسن فرمایا ہے (ترمذی: 252)

نوٹ: لہذا ناف کے نیچے یا ناف پر یا ناف کے ذرا سا اوپر رکھنے میں گنجائش ہے۔

نوٹ: جو بعض احادیث میں لفظ "صدر" آیا ہے (جس کا غلط ترجمہ سینہ کیا جاتا ہے) سینے پر ہاتھ باندھنے والوں کی ہر (حدیث) دلیل میں صدر کا لفظ ہی آئے گا۔ حضور صلی علیہ وآلہ نے صدر پر ہاتھ باندھے اور صدر کا مطلب حلق "گلے کے نیچے سے لے کر پیٹ کے آخری (ناف سمیت) حصہ تک کی جگہ ہے۔ اب اتنی جگہ میں سے (Exact) کدھر ہاتھ رکھیں؟

اس کی تعیین اوپر دی گئی روایت میں موجود ہے کہ ناف کے پاس باندھیں اور کچھ اوپر نیچے کی گنجائش بھی ہے۔ (یہ ہی ادب کے زیادہ قریب بھی ہے ناف کے پاس باندھ زیادہ باادب طریقہ ہے)۔ یہ بات بھی معلوم ہوئی کے سینے پر ہاتھ رکھنے والی حدیث (صدر والی) ناف پر رکھنے والوں کے لیے بھی دلیل ہے کیونکہ ناف ہی تو صدر کا ایک حصہ ہے۔

(صدر کا معنی یہ کہاں لکھا ہے؟) صدر کا مطلب حلق سے پیٹ کے آخری حصے تک کی جگہ) کسی لغت وغیرہ سے نہیں لیا گیا کہ کوئی بھی اسے رد کر دے بلکہ صحیح حدیث صحیح بخاری سے لیا گیا ہے۔ ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے 'صدر' کو چاک کیا گیا (ترمذی: 3346) معلوم ہوا کہ صدر چاک کیا گیا۔ اب بخاری شریف کی روایت دیکھیں تو اس کی ابتداء ہی میں ہے کہ فرمایا میرے پیٹ کے آخری حصے تک چاک کیا گیا (فشق من النحر الی مراق البطن) (بخاری: 3201) پتا چلا کہ " صدر " کو چاک کیا گیا اور دوسری روایت (بخاری: 3207) میں ہے کہ نحر سینے سے پیٹ کے آخری حصے تک چاک کیا

گیالہذا سینے یعنی حلق کے نیچے سے پیٹ کے آخری حصے تک "صدر" ہے جسے چاک کیا گیا۔اور پیٹ کا آخری حصہ ناف کے نیچے ہوتا ہے اوپر سینے پر نہیں۔

صدر کا مطلب صرف سینہ نہیں معلوم ہوا کہ ناف پر ہاتھ رکھنے سے صدر کے لفظ والی حدیث پر بھی عمل ہو جاتا ہے کہ ناف صدر کا ایک حصہ ہی تو ہے۔یعنی ناف پر ہاتھ رکھنے سے ہاتھ صدر پر بھی ہوتا ہے کیونکہ ناف صدر کا ایک حصہ ہی تو ہے اسے غور سے پڑھ کر سمجھ لیں پھر آگے ضرور پڑھیں۔

قیام اور قراءت کا سنت طریقہ

رسول اللہ ﷺ تکبیر کے بعد ثناء پڑھتے اور الحمد شریف پڑھتے اور پھر فرائض کی پہلی دو رکعات میں ساتھ سورۃ یا قرآنی آیات بھی پڑھتے۔(مسلم:892-بخاری:8743، مسلم:892، ترمذی:242 بخاری:762، مسلم:1013 ، سنن ابوداؤد:859)

تحقیق کے بعد ثابت ہے کہ بسم اللہ آہستہ آواز میں ہی پڑھی جائے۔(مسلم: 890)

امام کے پیچھے قراءت

عطاء بن یسار کے امام کے پیچھے قراءت کے بارے میں پوچھنے پر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مقتدی امام کے ساتھ کچھ نہ پڑھے۔(مسلم:1298)

نوٹ: اس روایت میں زید بن ثابت رضی اللہ نے بالکل ہی کچھ نہ پڑھنے کا فرمایا ہے سورۃ فاتحہ ہو یا کچھ اور اب اگر بریکٹ لگا کہ ترجمہ میں کوئی (فاتحہ کے سوا) لکھ دے تو ہم ترجمہ کرنے والے کی نہیں بلکہ مسلم شریف کی مانیں گے لہذا جہری ہو یا سری فاتحہ ہو یا کچھ اور ہم امام کے پیچھے کچھ نہیں پڑھیں گے۔جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی فتوی ہے(ترمذی:313)

نوٹ: جس نے فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہ ہوئی۔(بخاری:756) اس کا معنی حضرت سفیان نے بتایا ہے صحیح روایت میں کہ یہ تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے ہے۔(امام کے پیچھے والے کے لیے نہیں)(ابوداؤد:822)

نوٹ: اور جس حدیث میں ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے سوا نہ پڑھے۔(ابوداؤد:823)اس روایت پر عمل اس طرح کریں جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دل میں پڑھو۔(مسلم:878)یعنی دل میں غور و فکر کے ذریعے پڑھو۔

نوٹ: یہ بات ثابت ہوگئی کہ امام کے پیچھے قراءت نہیں کی جائے گی کیونکہ صحیح ترین روایات کے مطابق یہی صحابہ وتابعین کا فتویٰ ہے۔ہماری عقل ان کا مقابلہ کر سکتی ہے؟ لہذا ان کے فتوی کو قبول کریں کہ جہری ہو یا سری فاتحہ ہو یا کوئی اور سورت امام کے پیچھے نہیں قراءت کرنی جیسے زید بن ثابت کے فتوی میں ہے یہ نہیں پڑھنی جیسے زید بن ثابت کے فتوی میں ہے نہیں فرمایا کہ جہری میں نہ کرو سری نماز میں کرو یا فاتحہ پڑھو باقی نہ پڑھو بلکہ فرمایا کچھ نہ پڑھو"(مسلم،1298)

رکوع وغیرہ کے وقت رفع یدین

پہلے رکوع وغیرہ کے وقت رفع یدین کیا جاتا تھا۔(بخاری:735، مسلم:861) لیکن بعد میں منسوخ ہو گیا تھا۔کیونکہ حضور ﷺ کے کچھ فرامین دوسرے فرامین کو منسوخ کرنے والے ہیں۔(مسلم:777)

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا وجہ ہے میں تمھیں نماز میں رفع یدین کرتے دیکھ رہا ہوں (جیسے وہ ہاتھ جو اٹھا رہے ہو) بدکتے ہوئے سرکش گھوڑوں کی دم ہو؟ نماز میں پر سکون رہو۔ (مسلم:968)

نوٹ: یہاں سرکش اس لیے فرمایا کہ ویسے تو گھوڑا دائیں بائیں دم ہلاتا ہے مگر سرکش ہو اور بدکتا ہو تو اوپر نیچے بھی ہلاتا ہے۔

نوٹ: بعض لوگوں (جو علم میں کمی کے باعث ایسے کہتے ہیں) کا کہنا ہے کہ اس سے مراد سلام میں ہاتھ اٹھانا ہے تشہد میں لیکن ایسا نہیں ہے۔کیونکہ وہ روایت اور ہے اور یہ اس سے مختلف ہے (روایت سلام میں رفع یدین والی (مسلم970: 971) ہے اگرچہ راوی دونوں کے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں فرق یہ ہے کہ سلام والی روایت میں حضور ﷺ ساتھ نماز ادا فرما رہے تھے (مسلم:970) مگر پیش کی گئی روایت میں حضور ﷺ ساتھ نماز ادا نہیں فرما رہے تھے بلکہ نکل کر آئے تھے (مسلم:968) پتا لگا کہ دونوں روایات اور واقعات مختلف ہیں۔

(مسلم:968) میں ہے کہ "رافعي ايديكم في الصلاة" نماز میں رفع یدیں کیوں کرتے ہو اور فرمایا "اسكنوا فی الصلاة" (نماز میں سکون قائم کرو) اور سلام نماز میں نہیں بلکہ نماز سے باہر کرنے والا ہے اور "میں" وہ ہوتا ہے جو انتہاء سے پہلے ہو جبکہ سلام انتہاء نماز ہے لہذا یہاں ابتداء یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد سے لے کر انتہاء سلام پھیرنے کے درمیان میں رفع یدین کی نفی مراد ہے۔یہی واضح ہے اگر خوب سمجھو تو (تشہد کے بعد) سلام کے وقت رفع یدین سے منع کرنا ہو تو فی الصلاۃ نہیں کہا جائے گا اس لیے آقا ﷺ نے جب سلام کے وقت رفع یدین سے منع فرمایا تو فی الصلاۃ کا لفظ استعمال نہیں فرمایا بلکہ سلام کے وقت کا واضح ذکر کیا۔ (مسلم:970،971)

اور جب دوران نماز (رکوع وغیرہ کے وقت) رفع یدین منع کیا تو فی الصلاۃ فرمایا (مسلم:96 8)

(اب ان دونوں روایات کو ایک کہنا جہالت ہے) حق کا ساتھ دو! وتر وعیدین والے رفع یدیں اس سے الگ ہیں کیونکہ وہ ان نمازوں سے کے ساتھ خاص ہیں یہاں عام نمازیں مراد ہیں وہ رفع یدین ان نمازوں کے شعار میں داخل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (قرآن کے سب سے بڑے عالم) (مسلم:6332) اور آقا ﷺ کے بہت قریبی صحابی (مسلم:6326) روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز نہ پڑھاؤں؟ تو انہوں نے نماز پڑھائی اور صرف پہلی مرتبہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔(پھر رفع یدین نہ کیا)

امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے اور اس پر صحابہ اور تابعین سے بہت اہل علم کا عمل ہے۔ (ترمذی:257)

نوٹ: امام ابوداؤد نے اپنے ضعیف نہیں کیا بلکہ فرمایا" یہ حدیث لمبی حدیث سے مختصر ہے (ولیس ھو بصحیح) اور وہ لمبی حدیث کے الفاظ صحیح نہیں ہے۔ بعض لوگ ھو کا ترجمہ نہ کر کے دھوکہ دیتے ہیں۔(ابوداؤد: 748) اور اس حدیث کو تو خود امام ترمزی نے حسن فرمایا ہے۔(ترمذی:257) اس لیے تمھارا اعتراض درست نہیں ہے۔

نوٹ: امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اسے ضعیف کہا؟ عبداللہ بن مبارک نے جس حدیث کو ضعیف فرمایا ہے وہ قولی حدیث ہے کہ "عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے صرف پہلی دفعہ دونوں ہاتھ اٹھائے (ترمذی:256) جبکہ یہ عملی روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے نماز پڑھائی (ترمذی:257) اس عملی حدیث کو تو عبداللہ بن مبارک نے ضعیف نہیں فرمایا۔

رفع یدین والی کرنے والی حدیثیں

جن سے رفع یدین والی حدیث روایت ہے انہوں نے خود رفع یدین چھوڑ دیا تھا۔(یعنی عبداللہ بن عمر اور حضرت علی وغیرہ نے چھوڑ دیا تھا)(امام بخاری کے استاد کی کتاب میں) صحیح ترین سند کے ساتھ لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔(مصنف ابن ابی شیبہ: جلد 1) (جب حضور کرتے تھے تب روایت لے لی اور جب آقا نے چھوڑ دیا تو ان صاحبوں نے بھی چھوڑ دیا)۔ لہذا ان کی روایت کردہ حدیث رفع یدین کرنے والوں کے لیے دلیل نہیں ہو سکتیں انہوں نے چھوڑ دیا تو تم کیوں کرتے ہو؟ کچھ صحابہ چند دن آئے حضور کے پاس رہے پھر چلے گئے (جیسے وائل بن حجر) اس لیے انہیں اس کے منسوخ کا علم نہ ہوا ہو گا۔(دیکھو حضرت وائل بن حجر کی (Biography) لہذا ان کی روایت بھی رفع یدین کرنے کے لیے حجت نہیں۔

ابو حمید ساعدی والی روایت 10 صحابہ کی موجودگی والی (ترمزی:304) میں رفع یدین کا ذکر ہے؟ اس روایت میں عبدالحمید بن جعفر ہے جسے وہم ہوتا تھا (کتاب الثقات لابن حبان/والضعفاء والمتروکین لابن جوزی)۔ اور جب عبدالحمید بن جعفر کے علاوہ کوئی ثقہ (عمدہ) راوی سے روایت کرتا ہے تو رفع یدین کا ذکر نہیں کرتا اور رفع یدین کا ذکر نہ کرنے والی حدیث اس (ترمذی:304) سے زیادہ صحیح ہے۔(بخاری: 828) بخاری کی روایت میں رفع یدین والی حدیث کا ذکر نہیں حالانکہ حدیث ابو حمید ساعدی والی ہی ہے لہذا اس رفع یدین کو عبدالحمید بن جعفر کا وہم سمجھا جائے کیونکہ اسے وہم ہوتا تھا اور دوسرے اس حدیث کو روایت کریں تو رفع یدین کا ذکر نہیں کرتے۔ جب پتا ہے کہ ایک روایت میں وہم پایا جا سکتا ہے اور اس کے مقابل صحیح ترین حدیث بھی موجود ہو تو اسے نہیں قبول کیا جائے گا۔

رکوع کا سنت طریقہ

حضور اکرم ﷺ رکوع فرماتے تو گھٹنوں (مبارک) کو پوری طرح پکڑ لیتے اور کمر سیدھی فرماتے۔ اس طرح کہ تمام جوڑ سیدھے ہو

جاتے پھر (سُبحان ربی العظیم) پڑھنا حکم مصطفی ﷺ ہے (رکوع میں) (بخاری:828)(سنن ابوداؤد:869)

قومہ

جب رکوع سے کھڑے ہوتے تو سیدھے کھڑے ہوتے۔ یہاں کمر سیدھی کر کے کھڑے ہونا ضروری ہے۔ بعض لوگ جلد بازی میں اسے ترک کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے نماز نہیں؟ کھڑے ہو کر (ربنا لک الحمد) پڑھا جائے۔ زیادہ افضل (ربنا ولك الحمد اکثیرا طیبا مبارکا فیه) پڑھنا ہے۔ (بخاری:828)(بخاری:757)

(بخاری:799) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ امام پیروی کے لیے بنایا جاتا ہے جب ورجوع کرے تو رکوع کرو اور جب وہ (سمع الله لمن حمده) کہے تو (ربنا لک الحمد) کہو (بخاری:722) لہذا معلوم ہوا کہ (سمع الله لمن حمده) امام نے کہنا ہے اور (ربنا لک الحمد) مقتدی نے بھی کہنا ہے۔ مقتدی (سمع الله لمن حمده) نہ کہے تو بہتر ہے۔

سجدہ کا سنت طریقہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اپنی ناک کی طرف اشارہ بھی کیا۔

1) پیشانی اور ناک پر 2) دونوں ہاتھوں پر 3) دونوں پاؤں کی انگلیوں پر 3) دونوں گھٹنوں پر۔ (بخاری:812)

اور سجدے میں سُبحان ربی الاعلیٰ پڑھا جائے۔ (ابوداؤد:869)

اور بازو کروٹ سے جدا رکھیں، دونوں ہاتھ کانوں کے برابر، ہاتھوں کو زیادہ نہ سمیٹے نہ زیادہ بچھائے (یعنی انگلیاں عام حالت پر رکھے)، اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھے۔ (بخاری:822)(بخاری:828)(مسلم:1105)(مسلم:1104)

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی صورت میں کہنیاں زیادہ باہر نہ کرے تاکہ ساتھ والے نمازی تنگ نہ ہوں۔ دو سجدوں کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھے اطمینان کے ساتھ کمر سیدھی کر کے۔ (بخاری:757)

تشہد کے لیے بیٹھنا (قعدہ)

تشہد میں بیٹھ کر التحیات پڑھیں پھر درود ابراھیمی اور اس کے بعد کوئی بھی مسنون دعا جیسے کہ رب اجعلنی .(بخاری: 3370،1202)(مسلم:897)

تشہد میں انگلی کا ہلانا

صحیح مسلم میں اس موضوع کی متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں۔ (مسلم:1308،1312،1311،1310،1309)

سب میں صرف اشارہ کا لفظ ذکر ہے مگر حرکت بار بار دینے کا ایک لفظ وارد نہیں ہوا یہ قوہ اس بات کی واضح علامت ہے کہ اصل مطلوب صرف اشارہ ہے (بار بار حرکت نہیں) بلکہ ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے کہ اشارہ فرمایا پھر بعد میں حرکت نہیں دی (989) صحیح مسلم کی بہترین شرح لکھنے والے امام نووی رحمہ اللہ نے ابوداؤد رضی اللہ عنہ والی حدیث کی سند کو صحیح کہا

ہے۔(المجموع)اور امام ابن ملقن نے بھی اس سند کو صحیح کہا ہے۔(خلاصه البدر المنیر: باب کیفة اصلاة) لیکن جو لوگ حرکت دیتے ہیں جب ان کے سامنے یہ حدیث آتی ہے تو بلا وجہ اسے ضعیف کہے دیتے ہیں۔(یاد رہے کہ محمد بن عجلان کو امام ابن حجر شارح بخاری نے ثقہ (صحیح) کہا ہے)

نوٹ: وائل بن حجر کی روایت میں ہے کہ حرکت دی؟ یہ دلیل درست نہیں۔

مشہور و معروف محدث امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی حدیث کی مشہور کتاب (سنن کبری للبیهقی: باب من روی انه اشار بها ولم یحر) کہامیں دونوں احادیث میں تطبیق اس طرح پیش کی ہے کہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد حرکت سے مراد اشارہ ہے نہ کہ اس کو بار بار حرکت دینا۔ کیونکہ اشارہ بغیر حرکت کے ہوتا ہی نہیں، اس طرح حضرت وائل رضی اللہ عنہ والی حدیث بھی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے موافق ہو جائی گی۔ غرضیکہ اس موقف کو اختیار کرنے میں دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے گا اور کسی حدیث کو ضعیف قرار دینے کی زحمت بھی نہیں اٹھانی پڑے گی۔

مشہور و معروف حنفی عرب عالم ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مرقاة میں بھی یہی تحریر کیا ہے کہ یہاں حرکت دینے سے مراد محض انگلی کا اٹھانا ہے اور اٹھانا بغیر حرکت کے ہوتا ہی نہیں۔(بحواله اعلاء السنن)

غرضیکہ جمہور علماء خاص کر علماء احناف، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام نوویؒ اور امام بیہقیؒ جیسے جلیل القدر علماء نے یہی قول اختیار کیا ہے کہ تشہد میں انگلی سے ایک مرتبہ اشارہ کرنا کافی ہے

سلام کا سنت طریقہ

اس کے بعد (السلام علیکم و رحمة اللہ) کہتے ہوئے پہلے دائیں پھر بائیں سلام پھیر دیں۔

اسے بغور پڑھ کر اپنی انا کا مسئلہ بنائے بغیر ان دلائل کے سائے میں نماز ادا کرتے ہوئے جنت کا راستہ اختیار کریں۔

تمت بلخیر